HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759
Volume 2 Issue 1 (Oct-Dec 2024)

# رفیع الدین ذکی قریشی کی غزل گوئی: فنی مطالعہ

# Rafi-ud-Din Zaki Qureshi's Ghazal Writing: A Technical Study

**Baby Almas**
M.Phil. Scholar NCBA&E Multan

**Dr. Muhammad Shakeel Patafi**
Head, Department of Urdu, NCBA&E, Multan, shakilpitafi@gmail.com

**Abstract**
Zaki Qureshi is a renowned and accomplished poet who is recognized both in Pakistan and abroad. His poetry is marked by simplicity and softness of expression, which is why his verses immediately touch the heart. There is a natural fluency in his style that draws the reader in. His poetry reflects depth of emotions and feelings. He beautifully expresses various aspects of love, humanity, and life. His ghazals exhibit a tone of tenderness, sincerity, and purity that leaves a lasting impression on the reader. Zaki Qureshi's poetic tradition is also deeply connected with classical poets such as Iqbal and Ghalib. The intensity of emotions in his poetry reminds one of Iqbal, while the elevation of thought and cultural resonance echoes Ghalib. However, he does not merely imitate classical traditions; instead, he adds new layers of meaning to them. This quality distinguishes him as not just a traditional poet, but as a creative continuation of the poetic tradition. After analyzing Zaki Qureshi's ghazals, it becomes clear that his thematic range is wide and diverse. Alongside love, his poetry also explores themes of time, memory, selfhood, relationships, humanity, and emotional sensitivity. The image of woman in his poetry is presented with respect and dignity, which reflects his intellectual refinement. For this reason, his poetry does not remain confined to any narrow framework, but instead opens up to a broad landscape of life. Zaki Qureshi has preserved the classical spirit of the ghazal while integrating the demands of the contemporary age. His work contains both the delicacy of classical aesthetics and the freshness of modern thought. He has continued the legacy of Mir and Ghalib, yet his style remains distinctly his own. What makes his poetry unique is his ability to express profound emotions in a few words. His ghazals possess a special psychological depth. He speaks more through silence than through words—and this is the true beauty of his art.

**Keywords:** Urdu Poetry, Classical Traditions, Diverse Themes, Romantic Sentiments and Emotions, Contemporary Trends

اردو غزل کا ایک اہم اور معتبر نام ذکی قریشی جن کا اصل نام رفیع الدین جبکہ قلمی نام ذکی قریشی ہے۔انہوں نے اپنے نام میں دو تخلص استعمال کیے ہیں جن میں ایک ذکی اور دوسرا اشرفی ہے۔رفیع الدین ذکی اشرفی نے 3 جولائی ۱۹۳۴ء کو بھارت کے ضلع کپور تھلہ میں آنکھ کھولی۔ذکی قریشی اپنے حسب نسب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کا خاندانی شجرہ نسب حضرت ابو بکر صدیق سے ملتا ہے جبکہ اپنے آباؤاجداد کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ وہ سب ہندوستان میں محمد بن قاسم کے ساتھ داخل ہوئے تھے اور یہیں کپور پر تھلہ میں آباد ہو گئے۔ذکی قریشی نے عربی اور فارسی کی تعلیم مولوی شمس الرحمن الحسن کے زیر سایہ حاصل کی ان کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ :

"مولوی شمس الرحمن الحسن کی بدولت میں شعر کہنے کے قابل ہوا میرے اساتذہ کی تعلیم و تربیت کی چھاپ میری شاعری میں دیکھی جا سکتی ہے۔"(۱)

اردو اصناف میں غزل ایک ایسے صنف سخن ہے جس کے توسط سے نہ صرف اردو ادب کو جمالیاتی تسکین ملی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فکری اور معنوی جہتوں کی نئی راہیں بھی ہموار ہوئیں۔ پہلے پہل غزل کی روایت میں صرف عشق، محبت، جمالیتی احساس کو ہی معنویت حاصل تھی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ہی اس میں گہری فکری معنویت اور متنوع موضوعات نے بھی اپنی جگہ بنالی۔


CC BY

جس میں نہ صرف انسانی اقدار کو اپنی ایک الگ حیثیت ملی بلکہ عصری مسائل پر بھی عمیق مطالعے کی راہ ہموار ہوئی۔ اردو ادب میں غزل صرف جذباتی اظہار و خیال کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ اپنے اندر ایک فکری اور تہذیبی سرمایہ بھی سموئے ہوئے ہے۔ بقول رشید احمد صدیقی:

"غزل کو میں اردو شاعری کی آبرو سمجھتا ہوں۔ ہماری تہذیب غزل میں اور غزل ہماری تہذیب میں ڈھلی ہے"(۲)

عصر حاضر کے نامور شاعر رفیع الدین ذکی قریشی جن کی شاعری میں فلسفیانہ رنگ کے ساتھ ساتھ عشقیہ اور گہری فکری معنویت کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں۔ ذکی قریشی اشرفی اپنی شاعری میں اس عہد کے مسائل، انسانی رشتوں کے تقاضے اپنی شناخت کی کھوج، تہذیب و معاشرت کے تفکر اور احساس کو شعری قالب میں ڈھالنے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ ان کی غزلوں میں فکر کی گہرائی کا ایسا حسین امتزاج دیکھنے کو ملتا ہے جس سے قاری نہ صرف لذت سخن سے محظوظ ہوتا بلکہ ان کے فکری میلان کو بھی جلا بخشتا ہے۔ ان کے نعتیہ اشعار ایمان اور روحانیت کے جذبے سے سرشار نظر آتے ہیں۔ ان کی شاعری میں فکر و خیال کی وسعت، فلسفہ زندگی، عشق و محبت کا تصور، جدت پسندی، جذبات ہجر و فراق، وطن سے محبت اور غزل میں عبادت کا منفرد اور پر کشش موضوعات کو زیر بحث لاتے ہیں۔ ذکی قریشی کے ہاں غزل "امید" کہ ایک روشن چراغ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے ہاں "امید" صرف عارضی نہیں بلکہ ایک روحانی اور اخلاق کے جذبے کی نوید سناتی ہے۔

"پائیں گے داد اپنے کمال ہنر کی آج
بیٹھے ہوئے ہیں حلقہ اہل ہنر میں ہم"(۳)

ذکی قریشی کی غزلوں میں مثبت نقطہ نظر دیکھنے کو ملتا ہے یاس و ناامیدی کے برعکس ایک پر امید فضا جھلکتی نظر آتی ہے۔ ذکی قریشی غزل میں کمال مہارت رکھتے ہیں وہ نہ صرف فکری بلکہ فنی چابکدستی کا بھی کمال مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان کی غزلیں فنی طور طریقے میں تمام تر عروض و اوزان پر پورا اترتی ہیں۔ وہ اپنی شاعری میں انتہائی نزاکت سے تمام تر تراکیب کو پیش کرتے ہیں۔ ان کی غزلوں میں ہر طرز کی جدت، تازہ کاری اور اپنائیت کا ہر رنگ بکھرا ہوا نظر آتا ہے۔ فکری محاسن کے ساتھ ساتھ فنی محاسن بھی غزل میں اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اس سے کلام میں نغمگی، ترنم، دلکشی اور خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید ذکی قریشی کے فن کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ان کے اس مزاج کا فنی زاویہ یہ ہے کہ وہ کھردری بات کو بھی اس انداز سے اپنے تخلیقی عمل سے گزارتے ہیں کہ کھردرے کنارے گر جاتے ہیں۔ تجربہ لو دینے لگتا ہے اور روشنی ہمہ جہت پھیلنے لگتی ہے۔ چنانچہ ذکی صاحب نے جذبے کی مہک پھیلانے کی بجائے تجربے کو ضرب المثل بنانے کی کاوش کی ہے۔"(۴)

ذکی قریشی متنوع موضوعات کو اپنی شاعری کا حصہ بناتے ہیں اور ان کی شاعری میں تشبیہات و استعارات، تراکیب محاورات، تلمیحات، سہل ممتنع، تکرار لفظی، شاعرانہ تعلی، صنعت تضاد کا حسین امتزاج دیکھنے کو ملتا ہے۔ جو کہ ان کی شاعری کے خیالات کو مزید تقویت بخشتا ہے۔ ذکی قرشی کی شاعری میں تشبیہات کا استعمال جگہ جگہ ملتا ہے جیسے اس شعر میں وہ خوبصورتی سے شمع کو آنسو کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں آیئے شعر ملاحظہ کیجئے:

"اشک پلکوں پہ جلانے کی ضرورت کیا ہے
دن کو یہ شمعیں جلانے کی ضرورت کیا ہے۔"(۵)

اس شعر میں انہوں نے شمع کو آنسوں کے ساتھ تشبیہ دے کر بڑی خوبصورتی سے دونوں کو ایک کٹہرے میں لا کھڑا کیا ہے۔ روشنی اور نرمی کو ایک ہی سمت میں لے کر چلتے ہیں۔ جیسے شمع اندھیرے میں جلتی ہے اور اندھیرے کو روشنی میں بدل دیتی ہے ویسے ہی آنسو غم کے وقت آنکھ سے بہتے ہیں اور دل کے بوجھ کو ہلکا کر دیتے ہیں۔

استعارے کا استعمال بھی وہ بڑی فنی چابکدستی کے ساتھ کرتے ہیں۔ چونکہ لفظ استعارہ عربی زبان کا لفظ ہے جیسا کہ اس کا مطلب ادھار لینا ہے اسی طرح ہر شاعر کی یہ ایک فنی خوبی ہوتی ہے کہ وہ اپنے شعر میں ایسے ایسے استعاروں کا استعمال کرتا ہے جس سے قاری محظوظ ہوتا ہے۔ ذکی قریشی بھی اپنی غزلوں میں جابجا بڑی خوبصورتی سے استعاروں کا استعمال کرتے ہیں۔

"منہ دیکھ لیا جس نے کھلا بنت عنب کا
میں خانے سے پھر اس کو نکلتے نہیں دیکھا"(۶)

اس شعر میں ذکی قریشی اشرفی عشق و محبت کے جذبے سے سرشار میخانے میں شراب کے ماحول کو اپنے اظہار کا ذریعہ بناتے ہیں۔ شراب، میخانے، بنت عنب، یہ سب الفاظ اس میں بطور استعارہ استعمال ہوئے ہیں یہ تمام استعارے عشق و محبت کے جذبے اور حسن محبوب کے اظہار کا ذریعہ ہیں۔

مجاز مرسل میں بھی ذکی قریشی اپنی فنی مہارت کو بخوبی استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ مجاز مرسل وہ الفاظ ہوتے ہیں جن میں حقیقی معنوں کے بجائے مجازی معنی استعمال کیے جاتے ہیں یعنی ایک ایسا شعر جس میں حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنی میں تشبیہ کے علاوہ کوئی اور تعلق بھی پایا جائے۔ ذکی قریشی اپنی غزلوں میں مجاز مرسل کی عمدہ مثالیں پیش کرتے ہیں:

"موسم گل یا فصل خزاں تھی؟
جب خوشبو کا گھر اجڑا تھا"(۷)

اس شعر میں ذکی قریشی اپنی فنی مہارت کا منہ بولتا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ لفظ "خوشبو" کو بطور علامت یا مجاز مرسل کے استعمال کرتے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد موسم بہار یا پوری زندگی کی خوشی ہے اور ساتھ ہی اس کو حسن کے معنوں میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔

کنایہ اس میں کسی بات کو بالواسطہ یابلاواسطہ مبہم یاغیر واضح اشاروں میں بیان کیاجاتاہے۔اس میں حقیقت کو براہ راست عیاں کرنے کی بجائے اصل معنی کو پوشیدہ رکھاجاتاہے۔ذکی قریشی کے کلام میں سادگی،روانی اور حقیقت پر مبنی جذبات واحساسات کا منفرد اور انوکھا طرز بیان دیکھنے کو ملتاہے۔جس میں جذبات کا گہرا رنگ اور اتار چڑھاؤ انتہائی باریک بینی سے پیش کرتے ہیں۔اس کی شعری مثال دیکھتے ہیں:

"سات پردوں میں چھپاہے خود نظر آتا نہیں
چار سو شہرہ ہے جس کے حسن کی رعنائی کا"(۸)

اس میں بھی ذکی قریشی خوبصورت اشعار کی مثالیں پیش کرتے ہیں تکرار لفظی کو شعراء بہت ہی فنی چابک دستی سے استعمال کرتے ہیں اس میں الفاظ کو بار بار دہرایاجاتاہے یہ فنی خوبی قریشی کے ہاں بھی تواتر سے ملتی ہے اور عمدہ اشعار پیش کرتے ہیں جس سے ان کے کلام میں حسن کی چاشنی پیدا ہو جاتی ہے۔

"میری طرح تو کل تک وہ بھی افسردہ افسردہ تھے
آج خوشی کے پھول وہ پگ پگ جانے کیوں برساتے ہیں"(۹)

قریشی صاحب الفاظ کو خوبصورتی سے ایک ہی لڑی میں پرو دیتے ہیں۔جس سے غزل میں موسیقی کا ترنم اور نغمگی کا سماں پیدا ہو جاتاہے۔ایسے دو یا دو سے زیادہ الفاظ جن میں تضاد کے علاوہ بھی کوئی نسبت ہو مراعات نظیر کے زمرے میں آتاہے۔ذکی قریشی اپنی غزلوں میں ایسے بیشتر الفاظ کا استعمال کرتے ہیں جو اس صنعت پر پورا اترتے ہیں۔

"دل میں نہر خون بھی،دہشت غم بھی،شہر درد بھی
ایک جزیرہ کتنے ہی خطوں میں بٹ کر رہ گیا"(۱۰)

اس شعر میں ذکی قریشی نے کمال مہارت کے ساتھ تین مختلف صورتوں کو پیش کیاہے۔"ہنر خوں"،"دشت غم"،"شہر درد"کو ایک ہی تصور اور ایک ہی جذباتی کیفیت میں عیاں کیا ہے۔

لفظ تجنیس "جنس" سے نکلاہے۔اکثر شعرا اس کو ان معنوں میں استعمال کرتے ہیں کہ مختلف اقسام کے موضوع یا صنف کو محل وقوع اور ترتیب کے ساتھ استعمال کرتے ہیں کہ بظاہر وہ ایک دوسرے کے مشابہ نظر آتے ہیں لیکن ان کے معنی مختلف ہوتے ہیں۔ ذکی قریشی بھی تجنیس کا استعمال مہارت سے کرتے ہیں ان کے بیشتر اشعار میں صنعت تجنیس کا رنگ نظر آتاہے۔

"ہر لمحہ رنگ روپ نیاہے،ادا نئی
سادہ سا ایک شخص بھی کیا کیا لگے مجھے(۱۱)

جب کوئی بھی شاعر اپنی شاعری میں خواہ وہ صرف ایک شعر ہو یا پوری غزل،اس میں کسی دوسرے شاعر کے شعر کا ایک مصرع اس طرح شامل کرے کہ کلام کا کچھ حصہ اس کے معنی مکمل کر دے تضمین کے زمرے میں آتاہے۔ ذکی قریشی اس صنعت کا استعمال کرتے ہوئے کئی شاعروں کے کلام کو اپنی شاعری کا حصہ بناتے ہیں۔

"جب چلے شہر طلب سے ہم سوئے دشت وفا
دھوپ کی چادر تنی تھی دور تک سایہ نہ تھا(۱۲)

ایسے اشعار فنی محاسن میں ذو قافتین کہلاتے ہیں جن میں دو قافیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ذکی صاحب بھی عمدہ فن کاری کے ساتھ اس صنعت کا استعمال کرتے نظر آتے ہیں۔

"عزم سفر گل کامل ہے
چار قدم پر منزل ہے(۱۳)

اس شعر میں "گر"،"پر"،"کامل"،"منزل" کا استعمال کمال مہارت سے کرتے ہیں۔ جب شاعر اپنے کلام میں کسی قصے،واقعے،قرآنی آیات،احادیث کا استعمال کرتاہے تو اسے تلمیح کہتے ہیں۔ ذکی قریشی نے بھی صنعت تلمیح کا استعمال مختلف اشعار میں منفرد انداز سے کرتے ہیں۔

"باز آئے خضر راہ تیری پیروی سے ہم
جو کچھ کہا کسی نے اسے سچ سمجھ لیا(۱۴)

سہل کا مطلب آسان اور ممتنع کا مطلب مشکل ہے یعنی ایسا لفظ یا مصرع جو دیکھنے اور پڑھنے میں آسان معلوم ہو لیکن اس کا مطلب مشکل سے سمجھ میں آئے یہ ترکیب اکثر شعراء حضرات کے ہاں کثرت سے دیکھنے کو ملتی ہے اور ذکی قریشی کے ہاں بھی یہ ترکیب اپنی پوری رعنائی کے ساتھ اپنے اندر گہرے معنوی جذبات کو پروئے ہوئے ہے۔

"وہ معصوم کاہے معصوم
لاکھوں کا جو قاتل ہے"(۱۵)


CC BY

ضرب الامثال کا استعمال بھی ذکی قریشی کے ہاں کہیں کہیں دیکھنے کو ملتا ہے۔ ان کے ہاں مشاہدات اور تجربات کی وسعت جھلکتی نظر آتی ہے۔ وہ اپنی بات کی وضاحت کرنے کے لیے ضرب المثل کا استعمال کرتے ہیں۔ ضرب المثل چونکہ کیفیتوں اور انسانی زندگی سے جڑے تجربات ہوتے ہیں اس لیے شاعری میں اس کا استعمال سچائی پر مبنی لگتا ہے۔ ذکی قریشی بھی اپنی شاعری میں ضرب المثل کا نہایت باریک بینی سے استعمال کرتے ہیں۔ جو کہ ان کی شاعری کو احساس اور سچائی کے قریب تر لا کھڑا کرتی ہے۔

"جب پاس نہیں تم ہوتے تو یہ حال ہمارا ہوتا ہے
جس طرح کے ڈوبتے انسان کو تنکے کا سہارا ہوتا ہے"(۱۶)

محاورات کے میدان میں بھی ذکی قریشی اہم مقام رکھتے ہیں۔ محاورات کا استعمال انہوں نے اپنی شاعری میں خوبصورتی سے کیا ہے۔

"جس نے تیرے نام کے ڈنکے بجائے چار سو
وہ بشر تیرے جہاں میں دربدر کب تک ہے"(۱۷)

رفیع الدین زکی قریشی اپنی شاعری میں تمام تر فنی محاسن کو استعمال کرتے ہیں وہ ایک ماہرانہ اسلوب کے حامل شخصیت ہیں۔ ان کا انداز تحریر انتہائی بے باک سچا آسان اور سادہ ہے۔ ان کے اسلوب کی نمائیاں خوبی یہ ہے کہ وہ تلخ و کاٹ دار طنز کا استعمال بھی اس فنی چابکدستی اور خوبصورتی سے مزہ کی چاشنی میں ڈھال کر کرتے ہیں کہ قاری ان کی بے ترتیبی سے بھری ہوئی ساخت، خواب اور حقیقت کے امتزاج سے محظوظ ہوتا ہے۔ ان کی شاعری میں گہرا نفسیاتی رنگ جھلکتا ہے جو ان کے اندر موجودہ کیفیات کو ادبی پردہ پوشی میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ان کے اسلوب میں روایتی شائستگی اور حسن چھپا ہوا ہے جو ان کے الفاظ کو گہری فلسفیانہ اور محسوساتی حقیقت سے جوڑ دیتے ہیں۔ ان کے اسلوب میں جذباتی شدت کا حسین امتزاج ملتا ہے جو قاری کو فوری طور پر اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ ذکی قریشی کا اسلوب نعت گوئی کی ساخت (بحر، قافیہ، ردیف) کوئی برقرار رکھتا ہے اور اسے جدید جذباتی سیاق و سباق سے جوڑتا ہے۔

مجموعی طور پر اگر دیکھا جائے تو ذکی قریشی کا اسلوب روایتی اور جدید اسلوب نگارش کے درمیان ایک ایسا پل ہے جو انتہائی سادہ اور دلکش ہے جو دونوں طریقوں کو ایک دوسرے کے ساتھ آسانی سے پیوست کرتا ہے اور قاری اس کی تہہ داری کو ایک لمبے عرصے تک محسوس کرتا ہے۔

**حوالہ جات**


۱- بے بی الماس، رفیع الدین ذکی قریشی کی غزل گوئی کا تجزیاتی مطالعہ، (ملتان: NCB&E، ۲۰۲۴ء)، ص ۵
۲- رشید احمد صدیقی، جدید غزل، (علی گڑھ: سر سید بک ڈپو جامعہ اردو، ۱۹۹۰ء)، ص ۹
۳- رفیع الدین ذکی قریشی، متاعِ غزل، (لاہور: گلشن ادب پبلیکیشنز، مارچ ۲۰۱۰ء)، ص ۸۰
۴- انور سدید ڈاکٹر، مشمولہ، نوائے بربط جاں، مصنف رفیع الدین ذکی قریشی، (لاہور: گلشن ادب پبلیکشنز، ۲۰۱۰ء)، ص ۱۳
۵- رفیع الدین ذکی قریشی، متاعِ غزل، (لاہور: گلشن ادب پبلیکیشنز، ۲۰۱۰ء)، ص ۵۱
۶- رفیع الدین ذکی قریشی، نوائے بربط جاں، (لاہور: گلشن ادب پبلیکیشنز، ۲۰۱۰ء)، ص ۲۲
۷- رفیع الدین ذکی قریشی، سکوت شب، (لاہور: گلشن ادب پبلیکیشنز، ۲۰۱۲ء)، ص ۴۸
۸- رفیع الدین ذکی قریشی، متاعِ غزل، (لاہور: گلشن ادب پبلیکشنز، ۲۰۱۰ء)، ص ۱۶۲
۹- رفیع الدین ذکی قریشی، سکوت شب، (لاہور: گلشن ادب پبلیکیشنز، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۱۵
۱۰- ایضاً، ص ۴۵
۱۱- رفیع الدین ذکی قریشی، تلخابہ حیات، (لاہور: المدینہ پبلیکیشنز، ۲۰۱۸ء)، ص ۱۵۱
۱۲- رفیع الدین ذکی قریشی، سکوت شب، (لاہور: گلشن ادب پبلیکیشنز، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۴۰
۱۳- رفیع الدین ذکی قریشی، تجربات و حادثات، (لاہور: المدینہ پبلیکیشنز، ۲۰۱۸ء)، ص ۱۰۱
۱۴- رفیع الدین ذکی قریشی، سکوت شب، (لاہور: گلشن ادب پبلیکیشنز، ۲۰۱۲ء)، ص ۹۵
۱۵- رفیع الدین ذکی قریشی، تجربات و حادثات، (لاہور: المدینہ پبلیکیشنز، ۲۰۱۹ء)، ص ۱۰۱
۱۶- رفیع الدین ذکی قریشی، متاعِ غزل، (لاہور: گلشن ادب پبلیکیشنز، ۲۰۱۰ء)، ص ۱۰۱
۱۷- رفیع الدین ذکی قریشی، سکوت شب، (لاہور: گلشن ادب پبلیکیشنز، ۲۰۱۲ء)، ص ۴۶